امامیہ سیاسی فقہ کے مختلف اَدوار اور تاریخ کا جائزہ

A Review of Different Periods and History of Imamiyyah Political Jurisprudence

Open Access Journal
Qtly. Noor-e-Marfat
eISSN: 2710-3463
pISSN: 2221-1659
www.nooremarfat.com
Note: All Copy Rights are Preserved.

Muhammad Hasan Jamali
Ph.D Scholar; Islamic Studies, (Discipline: Jurisprudence); Mustafa International University, Qum, Iran.
E-mail: hasanjamail1bdh@gmail.com

Abstract:

The Shiite political *fiqah* (jurisprudence) has gone through fundamental changes during several periods. This research paper enlightens the history of Imamia political *fiqah*. It shows that Imamia political *fiqah* has gone through five important periods:

The 1st period is known as Shiite *fiqah* supremacy. This period is in fact, the rulings period of the holy prophet (PBUH) and Imam Ali (as). In this period, the Holy prophet (PBUH) and Amir-ul-Momineed Ali (as) left political heritage, since they were ruling the state. The letters written by Hazrat Ali(as) to his commanders like *Malik Ashtar*, indeed, highlight the core principals for political obligations.

The 2nd period is known as the "Period of Taqqiyah" or the period of "concealment". This period starts from Banu Umayyad' rule and continues still a Shiites' rule came into being .

The 3rd period started when some Shiites' rulers like Safavid and Qachar helped Shiites' Jurists (*Mujtahideen*) to complete their research projects. In this period, Shiite jurists tried their best to spread Shiite school of thought by writing books and establishing institution and seminaries .

The 4th period consist of the struggles to monitor and limit

Absolute power of Kings. This period starts from «Constitutionalization movement» in Iran which resulted producing crucial work on Shiites' political *fiqah*. In this period, the topic of discussion was not rulers succession rather people talked about constitution, rule of law, parliament, shura committee and people representation in legal institutions .

The 5th period of the Shiite political *fiqah* is the time of *wilayat-e faqih* (rule of jurist). The Islamic revolution in Iran led by Imam Khomeini (in 1342) raised new issues in Shiites' political *fiqah*.

Key words: Muslim Society, Pure, Life, Piety, Cleanliness, Repentance.

خلاصہ

یہ تاریخی حقیقت ہے کہ مختلف ادوار میں سیاسی فقہ تشیع کو بنیادی تبدیلی کا سامنا رہا ہے۔اس تحقیق کا موضوع فقہ سیاسی امامیہ کے مختلف ادوار اور تاریخ کا جائزہ ہے۔ تحقیق کے نتائج بتاتے ہیں کہ سیاسی فقہ امامیہ پانچ ادوار سے گزری ہے:

پہلا دور تشیع کی حکمرانی سے عبارت ہے۔ پیغمبر اکرم ﷺ اور مولای متقیان کی حکومت کا زمانہ تشیع کی حکمرانی کا دور ہے اور مملکت چلانے کے بارے میں آنحضرت اور حضرت علیؑ سے جو آثار باقی رہے ہیں یقینا وہ سیاسی فقہ کا ایک حصہ شمار ہوتے ہیں ۔ حضرت علی (ع) نے مالک اشتر سمیت ان کے ماتحت کام کرنے والے دیگر افراد کے نام نے جو خطوط لکھے ہیں وہ اسی دور میں شیعہ تفکر سیاسی فقہ کا حصہ شمار ہوتے ہیں۔

دوسرا دور تقیہ کا دور ہے جو بنی امیہ کے زمانے سے سے شروع ہوا اور یہ سلسلہ شیعہ حکومت قائم ہونے تک جاری رہا۔

تیسرا دور وہ ہے جس میں مختلف اغراض ومقاصد کے حصول کے لئے شیعہ فقہاء کے ساتھ شیعہ حکمران ہمکاری کرنے کے لئے آمادہ ہوئے جیسے ایران میں صفوی و قاجاری دور حکومت۔اس دور میں چونکہ شیعہ حکمران منصب اقتدار پر فائز تھے تو شیعہ فقہاء نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور انہوں نے ایران جیسی وسیع سرزمین پر مذہب

تشیع کی بنیاد مستحکم کرنے سمیت شیعہ تعلیمات اور مذہبی شعائر کو وسیع پیمانے پر پھیلانے کے لئے، دینی مدارس اور مذہبی مقدس مقامات کو تحفظ فراہم کرنے کے لئے شیعہ بادشاہوں کے ساتھ کھل کر تعاون کیا۔

چوتھا دور شیعہ بادشاہوں اور ان کی قدرت مطلقہ کو محدود کرنے پر نظارت کرنے کا دور ہے۔اس دورے کا آغاز ایران میں مشروطہ تحریک سے ہوا اور اس دور میں سیاسی فقہ کے موضوع پر فراوان آثار وجود میں آئے۔ اس دور میں جدید سیاسی مسائل فقہاء کی توجہ کا مرکز قرار پائے۔اس دور میں شیعہ بادشاہوں کی نیابت اور انہیں مجوز عطا کرنے کی بحث نہیں تھی بلکہ قانون، قومی اسمبلی، لوگوں کے نمائندوں کی طرف سے قدرت پر نظارت، بادشاہوں کی قدرت مطلقہ کو محدود کرنا، انتخابات، اکثریت کی رائے، مساوات، آزادی اور ان جیسے دیگر موضوعات فقہی مباحث کا موضوع بنے۔

پانچواں دور، دراصل، ولایت فقیہ کی حکمرانی کا دور ہے۔ایران کی سرزمین پر سنہ (1342 شمسی) کو مراجع عظام مخصوصا امام خمینی کی قیادت ورہبری میں آنے والے انقلاب اسلامی نے شیعہ فقہ کو جدید سیاسی مسائل سے آشنا کردیا۔

پیشِ نظر مقالہ میں ان تمام اَدوار میں شیعہ سیاسی فقہ کی پیشرفت کا محققانہ جائزہ لیا گیا ہے۔

کلیدی کلمات: سیاست، فقہ، ادوار، انقلاب، شیعہ، تاریخ۔

1. مفاہیم شناسی

"سیاسی فقہ" کی اصطلاح، دو کلمات، یعنی "سیاست" اور "فقہ" سے ماخوذ ہے۔اس اصطلاح کی معنی و مفہوم سمجھنے کے لیے ان دونوں کلمات کے لغوی اور اصطلاحی معانی کو سمجھنا ضروری ہے۔ ذیل میں ان کے معانی کی مکمل وضاحت پیش کی گئ ہے۔

الف) سیاست کی لغوی تعریف

سیاست کا لفظ مادہ (سوس) سے نکلا ہے جس کا مطلب یہ ہے: کسی مفید کام کو انجام دینے کے لئے قیام کرنا، سزا دینا، لوگوں کے امور ومعاملات کا انتظام کرنا وغیرہ۔[1]

ب) سیاست کی اصطلاحی تعریف

سیاست کی مختلف تعریفیں بیان ہوئی ہیں۔ مثلا معاشرے پر حکومت کرنے کا ہنر، سماجی معاملات میں دائمی تدبیر، حکومت کے ذریعے نظم و ضبط اور امن وامان کی برقراری کے لئے قدرت کا حصول۔اس کے علاوہ اس راستے کی طرف لوگوں کی ہدایت و رہنمائی کرنا بھی سیاست کا مصداق ہے جو ان کی نجات کا باعث ہو۔اس آخری صورت

کی مختلف انواع و اقسام کی گئی ہیں؛ جیسے ظاہری و باطنی معاملات اور امور میں انسان کی ہدایت و راہنمائی کرنے کی ذمہ داری انبیاء کے دوش پر ہے۔ ظاہری امور میں انسان کی راہنمائی کرنے کا ذمہ دار بادشاہ اور باطنی امور و معاملات میں انسان کی ہدایت کرنا دینی علماء کی ذمہ داری ہے۔

سیاست کی یوں بھی تعریف ہوئی ہے: مصالح و آداب کی رعایت کرنے اور امور و معاملات میں نظم ایجاد کرکے انہیں منظّم کرنا۔ سیاست کی اصطلاحی تعریف میں یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ انسانی معاشرہ کو اچھی منصوبہ بندی کے تحت چلانے کے لئے معاشرتی امور ومعاملات کو منظّم کرنا سیاست ہے۔ بنابریں، قدرت، معاشرتی امور کی تدبیر، حکومت اور ملت کا رابطہ وغیرہ وہ امور ہیں جن پر سیاست کی عمارت استوار ہے۔ اور انہی امور کے بارے میں مختلف قسم کے سوالات کے جواب میں علم سیاست کی مختلف شاخیں معرض وجود میں آ گئی ہیں؛ جیسے علم سیاست، فلسفہ سیاست، بنیادی حقوق، سیاسی مسائل کی تحلیل اور مطالعہ وغیرہ۔

ج: فقہ کی لغوی تعریف

لغت میں فقہ کے مختلف معانی بیان ہوئے ہیں جیسے فطانت اور چالاکی ہے۔[2] یا زمخشری کے بقول: کاٹنا اور کھولنا: الفقه حقيقته الشّق والفتح؛ والفقيه العالم الذی يشقّ الاحكام ويفتشّ عن حقائقها، ويفتح ماستغلق منها[3] اور راغب اصفہانی کے مطابق، ظاہری علم سے باطنی علم تک رسائی حاصل کرنا: الفقه التوصل الی علم غائب بعلم شاهد[4]

لغت کے بعض ماہرین کی نظر میں دین کی برتری اور فضیلت کی وجہ سے دین سے متعلق حاصل کرنے والے علم و آگاہی اور اس کی سمجھ پر کلمہ فقہ کا اطلاق ہوتا ہے۔[5] بعض دیگر اہل لغت دانشمندوں کے مطابق دینی معاملات میں بصیرت کے ساتھ علم حاصل کرنے پر فقہ کا اطلاق ہوتا ہے۔ بعض دانشمندوں نے روایات سے الہام لیتے ہوئے کہا ہے کہ: فقہ سے مقصود وہ علم ہے جو انسان کی روح میں آخرت تک پہنچنے اور حقیقت وسچائی کے حصول کا راستہ دکھاتا ہے تاکہ اس کے سایئے میں انسان اپنے نفس کی آفتوں اور دنیوی امور کی حقیقتوں کو سمجھے اور اس کے دل میں خشیت وخوف خدا پیدا ہو جائے۔

د: قرآن وحدیث میں فقہ کے معنی

قرآن کریم میں بھی فقہ کا کلمہ اور اس کے مشتقات، عمیق فہم اور کسی چیز کو دقت سے سمجھنے کے معنی میں استعمال ہوئے ہیں۔ مثلا" حضرت شعیبؑ سے اس کی قوم نے کہا: يَا شُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيرًا مِّمَّا تَقُولُ (11:91) ترجمہ: "اے شعیب ہم آپ کی زیادہ باتوں کو نہیں سمجھتے۔" حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کو خود انہی کی زبان میں گفتگو کی تھی اس کے باوجود ان کا یہ کہنا کہ ہم آپ کی زیادہ باتوں کو سمجھ نہیں سکتے اس بات کو آشکار کرتا ہے

کہ حضرت شعیب کی قوم ان کی باتوں کی گہرائی کو سمجھنے سے عجز و ناتوانی کا اظہار کر رہی ہے۔
قرآن مجید کی ایک اور آیت میں اللہ تعالی نے مومنین سے مخاطب ہو کر فرمایا ہے: وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنفِرُواْ كَآفَّةً فَلَوْلاَ نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُواْ فِي الدِّينِ (122:9) ترجمہ "سب مؤمنین کو ایک ساتھ نہیں نکلنا چاہیے؛ سواُن میں سے ہر قبیلے سے ایک جماعت کیوں ہجرت نہیں کرتی تاکہ وہ دین کا گہرا علم و دانش حاصل کرے۔" اس آیت میں بھی "تفقہ" اور "فقہ" کا لفظ کی "عمیق شناخت" اور معرفت حاصل کرنے کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔
اسی طرح ایک روایت میں امام کاظمؑ سے منقول ہے کہ آپؑ نے فرمایا: تفقهوا في دين الله فان الفقه مفتاح البصيرة ترجمہ: "دین خدا کے بارے میں گہرا علم حاصل کریں کیونکہ فقہ، بصیرت کی چابی ہے۔"
لغت میں "اجتہاد" کا کلمہ بھی "فقہ" کے مترادف کے طور پر استعمال ہوا ہے۔ اجتہاد کے مغوی معنی اگرچہ مشکلات کو برداشت کرتے ہوئے اپنی پوری طاقت بروئے کار لانا ہے جس وجہ سے دشمن کو دور کرنے کے لئے انسان کی تگ و دَو کا نام جہاد ہے؛ لیکن دینی تعلیمات کے منابع و مآخذ سے تحقیق اور غور وخوص کرکے احکام اخذ کرنے کو بھی اجتہاد کہتے ہیں۔[6] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن و حدیث میں "اجتہاد"، "فقہ" اور "استنباط" کے کلمات کا معنی گہرا ادراک ہے۔
بنابریں، یہ نکتہ بڑی اہمیت کا حامل ہے کہ قرآن وروایات کی منطق میں غالباً" فقیہ اس شخص کو کہا جاتا ہے جو دین کے مجموعے (عقائد، اخلاق، احکام) سے گہری آگاہی رکھتا ہو۔ فقط دینی احکام سے عمیق آشنائی رکھنے والے کو فقیہ نہیں سمجھا جاتا ہے۔ البتہ بعض روایات میں مخصوصا عصر صادقینؑ میں کلمہ فقہ اس خاص معنا میں استعمال ہوچکا ہے۔ یعنی فقط احکام دین کا گہرا علم و فہم رکھنے والے شخص کو فقیہ کہا گیا ہے۔ عصر صادقین میں اسلامی علوم کی متعدد شاخیں بن گئیں چنانچہ ان کے بعض شاگرد کلامی واعتقادی مباحث میں اور کچھ شاگرد احکام شرعی کے مباحث میں صاحب نظر بن گئے۔ لہٰذا کلمہ فقہ اس کے مخصوص معنا میں استعمال ہوا وسیع صورت میں۔[7]

ہ: اصطلاح میں فقہ کی تعریف

فقہاء کے ہاں فقہ کی رائج تعریف یہ ہے: العلم بالاحكام الشرعية الفرعيه عن ادلتها التفصيليه-[8]
یعنی تفصلی دلائل سے شرعی فرعی احکام سے آگاہی حاصل کرنے کا نام فقہ ہے۔ اس تعریف کے مطابق دینی تعلیمات کے بنیادی منابع، یعنی کتاب و سنت اور عقل میں غور و خوض کر کے دین کے واقعی احکام کا استنباط کرنے اور اصول عملیہ، امارات واخبار واحد سے دین کے وضعی و ظاہری احکام اخذ کرنے کو فقہ کہتے ہیں۔ امام

خمینیؒ نے اپنے فقہی آثار میں سے ایک میں فقہ کی یوں تعریف کی ہے: دینی تعلیمات سے آشنائی حاصل کرنے کے بعد قربِ الٰہی تک پہنچنے کی راہ اور دنیوی و اخروی زندگی کے قانون کا نام فقہ ہے۔[9]
ایک اور بیان میں انسان کے گہوارے سے لے کر قبر تک کے امور میں رہنمائی کرنے والے تفصیلی علم کو "فقہ" قرار دیا گیا ہے۔ یہ بیان بھی علم فقہ کا ایک جامع تصور پیش کرتا ہے جو انسان کی پوری زندگی یعنی گہوارے سے لے کر موت تک کے امور پر مشتمل ہے۔ اس بیان کے مطابق، بنی نوع بشر کی زندگی کے تمام انفرادی، سماجی، ثقافتی، اور دفاعی امور اور مشکلات و مسائل سے نمٹنے کا نام فقہ ہے جو اسلامی حکومت کے قیام کی ضرورت کو واضح کرتی ہے۔
پس قرآن و روایات کی منطق میں عام طور پر اُس شخص کو "فقیہ" کہا جاتا ہے جو دین کے تمام احکام اور تعلیمات، چاہے اُن کا تعلق عقائد سے ہو، اخلاق سے ہو یا احکام سے، اُن سب سے گہری آگاہی اور عمیق آشنائی رکھتا ہو۔ لیکن بعض روایات میں، مخصوصا عصر صادقینؑ میں "فقہ" کا لفظ، فقط احکام دین کا گہرا علم و فہم رکھنے کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ اور عبادات و معاملات کے دینی احکام کو جاننے والے شخص کو فقیہ کہا گیا ہے۔ عصر صادقین میں اسلامی علوم کی متعدد شاخیں بن گئیں چنانچہ ان کے بعض شاگرد کلامی واعتقادی مباحث میں اور کچھ شاگرد احکام شرعی کے مباحث میں صاحب نظر بن گئے۔ لہٰذا کلمہ فقہ، وسیع طور پر اس کے مخصوص معنا میں استعمال ہوا۔[10]

ہ۔ سیاسی فقہ کی تعریف:

مفردات کی مذکورہ بالا توضیح و تشریح کی روشنی میں "سیاسی فقہ" کی اصطلاح، گوناگوں تعریفات کی حامل ہو سکتی ہے۔ لہٰذا اگر ہم اس علم کے موضوع کے اعتبار سے اس کی تعریف کرنا چاہیں تو کہا جا سکتا ہے کہ: "سیاسی فقہ، اس علم کا نام ہے جو معاشرہ اور فرد کی سیاسی سرگرمیوں کا شرعی حکم معین کرتا ہے۔" اور اگر ہم اس علم کی غرض وغایت کے اعتبار سے اس کی تعریف کرنا چاہیں تو کہا جا سکتا ہے کہ: "سیاسی فقہ، اس علم کا نام ہے جو حکومت اور معاشرے میں انسان کی سیاسی سرگرمیوں کے احکام بتاتی ہے یا سیاست کو نظم وضبط بخشنے کا طریقہ کار معین کرتی ہے۔"[11] اسی طرح اگر ہم اس علم کے مسائل کے اعتبار سے اس کی تعریف کرنا چاہیں تو کہا جا سکتا ہے کہ: "سیاسی فقہ، علم فقہ کے اس حصے کا نام ہے جو حکومت اور عوام کے درمیان، نیز شہریوں کے آپس میں برقرار ہونے والے سیاسی روابط کا فقہی حکم کو بیان کرتا ہے۔"[12] مثلاً" جہاد کا حکم، نیکیوں کا حکم اور برائیوں سے منع کرنا، ظالم حکومت میں منصب ومقام قبول کرنا، ظالم اور عادل حکومت سے تعاون کا حکم، حکومت کو ٹیکس ادا کرنے کا حکم اور دسیوں دیگر مسائل۔ بطور کلی، ہم "سیاسی فقہ" کی یوں تعریف کر سکتے ہیں: "استنباط کے معتبر منابع اور دلائل کی روشنی میں مکلّف کی سیاسی سرگرمیوں کے شرعی احکام سے آگاہی حاصل کرنے کو سیاسی فقہ کہتے ہیں۔"[13]

2. فقہ اور سیاسی فقہ میں فرق:

توجہ رہے کہ جب "فقہ" کی اصطلاح بطور مطلق استعمال ہوتی ہے تو اِس میں اور "سیاسی فقہ" کی اصطلاح میں اپنے مفہوم کے لحاظ سے بنیادی طور پر دو فرق پائے جاتے ہیں:

پہلا، فرق یہ ہے کہ فقہ، سب لوگوں کی سرگرمی اور فعالیت کا شرعی حکم مشخص کرتی ہے؛ جب کہ سیاسی فقہ، سیاسی لوگوں (اعم از فرد اور حکومت) کی فعالیت کے حکم کو معین کرتی ہے۔ دوسرے الفاظ میں لوگوں کی حقیقی شخصیت کے عنوان سے ان کے فرائض اور ایک دوسرے کے ساتھ برتاو کا حکم "فقہ" بیان کرتی ہے لیکن حقوقی شخصیت کے عنوان سے ان کے حکومت کے ساتھ تعامل کا حکم اور حقوقی شخصیت کے عنوان سے حکومت کا عوام سے رابطہ برقرار کرنے کا حکم مشخص کرنا "سیاسی فقہ" کا فریضہ ہے۔

دوسرا، فرق یہ ہے کہ اِن دونوں میں استنباط کے معتبر منابع و مآخذ سے استفادہ کرنے کی وسعت و عدم وسعت کے لحاظ سے ہے۔ فقہ میں مہمترین منابع کتاب اور سنت ہیں جب کہ سیاسی فقہ کے منابع میں کتاب وسنت کے علاوہ عقل، عرف اور سیرہ عقلاء بھی شامل ہیں۔ غور کرنے سے اس بات کا علم ہوتا ہے کہ بہت سارے جدید سیاسی مسائل کا سراغ کتاب وسنت میں نہیں ملتا ہے کیونکہ کتاب وسنت میں اطلاق وعموم کی صورت میں مسائل کی طرف اشارہ ہوا ہے؛ لیکن تمام جزئی مسائل واضح طور پر بیان نہیں ہوئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سیاسی احکام کے استنباط میں عقل، عرف اور سیرہ عقلاء کا زیادہ کردار ہے۔

یہاں یہ بات قابل توجہ ہے کہ ایک مکلّف کی سیاسی فعالیت سے مراد معاشرے اور سیاست کے قدیمی موضوعات میں مکلّف کی فعالیت کا منحصر ہونا ہرگز نہیں ہے؛ بلکہ اس میں وہ تمام سیاسی رویّے اور فعالیت شامل ہیں جو جدید سیاسی نظاموں اور سماجی تبدیلیوں کے زیر اثر معرض وجود میں آتے ہیں۔ جیسے سیاسی پارٹیوں کی تشکیل اور اس کا ممبر بننا، انتخابات میں امیدوار بننا، ووٹ دینا اور مختلف طریقوں سے کسی امیدوار کو سپورٹ کرنا، عام قوانین اور سیاسی قانون کی تدوین، عوامی نمائندوں کی ٹیم تشکیل دینا، حکومت کے نمائندوں پر نظارتی کمیٹیاں تشکیل دینا، سیاسی وسماجی منصب ومقام کے دورانیہ کی محدودیت، اختیارات کو محدود رکھنا، عوام اور حکمرانوں کے حقوق سمیت بہت سارے مسائل، یہ سب سیاسی فقہ کے دائرے میں شامل ہیں۔

3. سیاسی فقہ کی مختلف اَدوار میں تقسیم کے عوامل

امامیہ فقہ اپنی پیدائش کے آغاز سے لے کر آج تک مختلف ادوار سے گزر چکی ہے جن کی اپنی اپنی خصوصیات ہیں۔ چنانچہ بعض فقہاء نے اپنی نظر میں اہمیت کے حامل نکات کو مد نظر رکھتے ہوئے ادوار شیعہ امامیہ فقہ کو

مختلف اقسام میں تقسیم کیا ہے اور ہر دور کی خصوصیات کو اس دور کے فقہاء اور ان کے علمی آثار کے ساتھ بیان کیا ہے۔ انہوں نے شیعہ فقہ کی تاریخ کو پانچ سے لے کر بارہ ادوار میں تقسیم کیا ہے۔ اس کے علاوہ، بعض معاصر علماء نے شیعہ فقہ کے اَدوار کی تاریخ، معتبر فقہی مدارس کی بنیاد پر مرتب کی ہے؛ بالخصوص ایسے مدارس جنہیں ہمیشہ مرکزیت حاصل رہی ہے۔[14] ان کے مطابق، امامیہ سیاسی فقہ کی تاریخ خود امامیہ فقہ کی تاریخ سے جدا نہیں ہے۔

یہاں ایک بنیادی سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون سے عوامل ہیں جن کی وجہ سے شیعہ فقہ کو مختلف اَدوار میں تقسیم کیا جاتا ہے؟ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ معتبر منابع سے قوانین کا استخراج، استنباط یا تشریح، عقلی یا نقلی دلیل پر زیادہ توجہ دینا، استنباط احکام کے منبع کے عنوان سے عقل کو اہمیت دینا یا نہ دینا، واقعی معنوں میں اجتہاد یا مشہور مجتہدین کی پیروی کرنا، علم قواعد واصول استنباط پر توجہ دینا اور اس سے بے اعتنائی کرنا، فقہ اہل سنت پر توجہ مرکوز کرنا اور فروعات کو اس سے اخذ کرنا یا فقہ شیعہ کو دیگر فقہی مکاتب سے یکسر جدا کرنا وغیرہ، وہ عوامل ہیں جو شیعہ فقہ کے مختلف تاریخی اَدوار میں تقسیم ہونے کا باعث بن ہیں۔

4. امامیہ سیاسی فقہ کی تاریخ

1) عصرِ معصوم

عام طور پر عصرِ معصوم علیہ السلام کو شیعہ فقہ کا پہلا تاریخی دَورہ شمار کیا جاتا ہے۔ لیکن بعض محققین کے مطابق عصر معصوم فقہ کا پہلا دور شمار نہیں ہوتا۔ کیونکہ رسول اکرم اور ائمہ ھدی علیہم السلام کے فرمودات وارشادات حقیقت میں فقہی احکام کے استنباط کا منبع شمار ہوتے ہیں؛ حالانکہ فقہ کی تعریف یہ ہے: "معتبر منابع کی بنیاد پر احکام کے استنباط کے علم کو "فقہ" کہا جاتا ہے۔

اگرچہ یہ بات درست ہے کہ اسلامی معاشرے میں رسول خدا ﷺ کے اہل بیت اطہار علیہم السلام اور اسی طرح ان کے شیعہ امامیہ فقہاء کی سیاسی لحاظ سے گوشہ نشینی کی وجہ سے حکومتیں اور اہل اقتدار مختلف سیاسی مسائل میں اُن کی طرف رجوع نہیں کرتے تھے جس کی وجہ سے سیاسی مسائل اُن کی خصوصی توجہ کا مرکز نہ بن سکے اور نہ ہی شیعہ امامیہ سیاسی فقہ کے عنوان سے مستقل علمی، فقہی آثار معرض وجود میں آ سکے؛ لیکن نبوی اور علوی عہد میں ہمیں سیاسی فقہی آثار کا واضح سراغ ملتا ہے۔

اگرچہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ پیغمبر اکرم ﷺ حکومت کی تاسیس کے درپے نہیں تھے؛ بلکہ سماجی امور میں آنحضرت ﷺ کی مداخلت، کسی قوم، قبیلے کے سفید ریشوں کی سی مداخلت تھی۔[15] لیکن پیغمبر اکرم ﷺ کا

طرز حکومت اس حقیقت کی نشاندہی کرتا ہے کہ نبوی حکومت اپنے قوانین، پالیسیوں اور منصوبہ بندی کے لحاظ سے کئی لحاظ سے معاصر حکومتوں کے ساتھ سازگار تھی۔

جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے ہجرت کے فوراً بعد وفود عقبہ اور پیمان نامہ مدینہ کی بنیاد پر مدینے میں دینی وسیاسی حکومت تشکیل دی۔ آپ ﷺ کا یہ اقدام ایسی خصوصیات کا حامل تھا جن کی بنیاد پر ہم آپ کے اس اہتمام پر بخوبی حکومت کا عنوان لاگو کر سکتے ہیں۔ دینی وسیاسی حکومت تشکیل دینے کی غرض سے پیغمبر اکرم ﷺ نے جو اہتمام کیا وہ ان چار خصوصیات کا حامل تھا: جمعیت، سرزمین، حکومت اور حاکمیت۔ اسی طرح جب مولای متقیان حضرت علی علیہ السلام کے پاس زمام اقتدار آئی تو آپ نے مختلف وزیروں، مشیروں، عہدیداروں، گورنروں اور زکات کی جمع آوری پر مامور افراد کے لئے کئی ایسے دستور العمل اور احکام بیان فرمائے ہیں کہ جن کو سیاسی فقہ کے لئے منبع قرار دیا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ بعض اہل سنت لکھاریوں نے مالک اشتر کے نام مولائے متقیان کے لکھے گئے مکتوب کو سیاسی فقہ کی اسناد میں شمار کیا گیا ہے۔

اس خط میں مولائے متقیان حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے کامیاب حکومت کے طریقوں اور روشوں کو بیان کرنے کے علاوہ، مصر کی حکمرانی کی کیفیت کے بارے میں بھی مالک اشتر کو جو اوامر ونواہی جاری کیے ہیں وہ محفوظ ہو چکے ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام نے اس تاریخی خط میں سماج کو چلانے کے کلی اصول وقوانین بیان کرنے کے علاوہ حکومت کے ماتحت کام کرنے والوں اور حکومت کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے ذمہ دار افراد کے ساتھ اپنائے جانے والے رویّوں، نیز مخالفوں اور دشمنوں کے ساتھ تعامل کی کیفیت کی تصویر کشی کی ہے۔

2) عصرِ غیبت

پیغمبر اکرم ﷺ اور حضرت علی علیہ السلام کے دَور کے بعد اور غالبا عصرِ غیبت میں بعض حکمران اور معاشرے کا نظم ونسق چلانے والے شیعہ فقہاء کی طرف رجوع کرتے رہے ہیں۔ اِس عصر کو ہم تاریخی لحاظ سے عصرِ غیبت کا نام دے سکتے ہیں۔ اگرچہ اس عصر میں قدماء فقہاء نے مستقل طور پر سیاسی موضوعات پر احکام کے استنباط پر کوئی مستقل کام نہیں کیا؛ لیکن انہوں نے پراکندہ طور پر مسلمانوں کی سیاسی زندگی سے متعلق مختلف موضوعات میں فقہی احکام کا استنباط کیا ہے۔ نمونے کے طور پر جن عناوین پر انہوں نے کام کیا وہ یہ تھے: امام معصوم کی غیبت کے زمانے میں حکومت اور ولایت کا مسئلہ، عصر غیبت میں نماز جمعہ قائم کرنا، عصر غیبت میں حدودِ الٰہی کا اجراء، اسلامی ممالک اور سرزمینوں کا دفاع اور جہاد، عدالت اور قضاوت سے مربوط موضوعات پر احکام کا استنباط، ظالم حکمران کے خلاف قیام، امر بالمعروف اور نہی از منکر، دینی اقلیتوں کے حقوق اور ذمہ داریاں وغیرہ وغیرہ۔

البتہ عصرِ غیبت میں بعض ممالک پر شیعہ حکمران برسر اقتدار آئے جنہوں نے بعض سیاسی موضوعات میں شیعہ امامیہ فقہاء کی طرف رجوع کیا۔ جس کے نتیجے میں حکومتِ وقت کی ضرورت کے مطابق کئی آثار معرض تحریر میں آئے۔ ان آثار میں سے بعض آثار تو کلامی یا اخلاقی موضّعات پر تھے لیکن بعض سیاست و اقتدار کے باب میں فقہی آثار تھے۔ ان میں سے بعض آثار میں حکومتِ وقت اور برسراقتدار حاکم کی نوعیت سے قطع نظر، آئین کشورداری کے کلی اصول اور قوانین بیان ہوئے۔ البتہ ان آثار کے بارے میں ہم پوری صراحت سے نہیں کہہ سکتے ہیں کہ یہ مستقل طور پر سیاسی فقہ (خاص معنی میں) سے مربوط آثار ہیں۔ کیونکہ ان میں نہ فقہی نگارش کی روش کا خیال رکھا گیا ہے اور نہ ہی انہیں لکھنے والوں کو مروجّہ معنی میں فقیہ قرار دیا جاسکتا ہے۔

تاہم ان آثار کو ہم شیعہ سیاسی فقہ اور امامیہ سیاسی تفکر کی تاریخ کی نشاندہی کرنے والی فہرست میں قرار دے سکتے ہیں۔ جیسا کہ فلسفہ کی سیاست مدن و حکمت عملی کی بحث اور کلامی و اخلاقی مباحث کو ہم طول تاریخ میں سیاسی فقہ امامیہ کے تفکر کا ایک حصہ شمار کرسکتے ہیں۔ جیسے فارابی، ابن سینا، خواجہ نصیر الدین طوسی کے آثار سمیت اخلاق ناصری، سیر الملوک اور علامہ حلی کے آثار۔

5. امامیہ سیاسی فقہ کے پانچ اَدوار

ہم شیعہ سیاسی فقہ کو مختلف زاویوں اور جہات سے مختلف ادوار میں تقسیم کرسکتے ہیں۔ ان جہات میں سے تین اہم جہات یہ ہیں:

1۔ حکومت کے ساتھ شیعوں اور فقہاء کے تعامل کی نوعیت۔

2۔ شیعوں کی فقہی میراث۔

3۔ فقہی کتابوں میں سیاسی فقہ کے مباحث کے بیان کی کیفیت۔

لیکن چونکہ ان تینوں جہتوں میں سے آخری دو جہتیں یعنی شیعوں کی فقہی میراث اور فقہی کتابوں میں سیاسی فقہ کے مباحث کے بیان کی کیفیت پہلی جہت سے متاثر ہیں لہٰذا ہم اسی جہت کو معیار قرار دے کر امامیہ سیاسی فقہ کو درج ذیل پانچ اَدوار میں تقسیم کرسکتے ہیں:

1) تشیع کی حکمرانی کا دور

جیسا کہ اس سے پہلے اشارہ کیا جاچکا ہے، حضرت پیغمبر اکرم ﷺ اور مولای متقیان حضرت علی علیہ السلام کی حکومت کا زمانہ تشیع کی حکمرانی کا دور ہے اور مملکت چلانے کے بارے میں آنحضرت ﷺ اور حضرت علیؑ کی سیرت اور آپ کے جو فرمودات ہمارے پاس موجود ہیں، یقینا وہ امامیہ سیاسی فقہ کا ایک اہم حصہ شمار ہوتے

ہیں۔ حضرت علی ابن ابی طالبؑ کی پانچ سالہ حکومت میں آپ کی عملی سیرت نہ فقط شیعوں اور مسلمانوں کے آئیڈیل ہے، بلکہ ساری بشریت کے لئے نمونہ عمل ہے۔ بنابریں، پیغمبر اکرم ﷺ اور حضرت علیؑ سے منقول روایات، مکتوبات، عملی دستورات، فرامین، ارشادات، حکومتی احکامات اور سیاسی خطابات، یہ سب ہمری سیاسی فقہی میراث ہیں۔ بلکہ دقیق تر تعبیر یہ ہے کہ اس دور کی میراث، سیاسی فقہ کے منابع میں شمار ہوتی ہے جو بعد کے ادوار میں سیاسی فقہ کے احکام کے استنباط کا منبع قرار پائی ہے۔

2) تقیہ کا دَور

تقیہ کا دور بنی امیہ کے زمانے سے شروع ہوا اور یہ سلسلہ شیعہ حکومت قائم ہونے تک جاری رہا۔ اس دور میں شیعوں کو تحفظ فراہم کرنے کی غرض سے شیعہ فقہاء نے اہل سنت حکومتوں کے ساتھ اپنا رابطہ مضبوط رکھا۔ اِس دَور میں شیعہ اقلیت کا شکار تھے۔ وہ اہل سنت حکمرانوں کی حکومتوں کو ناجائز حکومتیں سمجھتے تھے اور اُن کی مشروعیت کے قائل نہ تھے۔ وہ اِن حکمرانوں کی طرف سے لوگوں پر ہونے والے مظالم کو روا نہ سمجھتے تھے۔

یہ حکومتیں شیعوں کو قلع قمع کرنے کے لئے مناسب فرصت کی تلاش میں رہتی تھیں؛ مخصوصا بنی امیہ اور بنی عباس کے دور حکومت میں شیعوں کے لئے بہت زیادہ سختیاں اور مشکلات پیش آئیں۔ ان کے دور میں بعض شیعوں کو اہل بیت اطہارؑ سے اظہار محبت و مودت کرنے کے جرم میں اپنی جان سے ہاتھ دھونا پڑا۔ اسی طرح ایران میں تیموریوں کے دَور میں شیعوں کو انتہائی کسمپرسی کی حالت میں زندگی کے لمحات گزارنا پڑے۔ وہ اپنے عقیدے کے اظہار سے بہت خائف رہتے تھے۔ [16]

بہر صورت، ایک ایسی تاریک فضا میں بھی شیعہ سیاسی فقہ زیر بحث رہی۔ جیسے حدود کے اجراء کی بحث، ظالم حکمرانوں کے ساتھ تعاون کی بحث، ظالم حکومت میں سیاسی واجتماعی منصب قبول کرنے کا جواز و عدم جواز، ظالم حکمرانوں کو ٹیکس ادا کرنے یا ادا نہ کرنے کی بحث اور ظالم حکمرانوں سے انعام وصول کرنے کے جواز یا عدم جواز کی بحث وغیرہ۔

3) شیعہ حکمرانوں کے ساتھ تعاون کا دَور

امامیہ سیاسی فقہ کا تیسرا دَور وہ ہے جس میں شیعہ حکمران مختلف اغراض ومقاصد کے حصول کے لئے شیعہ فقہاء کے ساتھ تعاون پر آمادہ ہوئے۔ جیسے ایران میں صفوی و قاجاری دور حکومت۔ اس دور میں چونکہ شیعہ حکمران منصب اقتدار پر فائز تھے تو شیعہ فقہاء نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور انہوں نے ایران جیسی وسیع سرزمین پر مذہب تشیع

کی بنیاد مستحکم کرنے سمیت شیعہ تعلیمات اور مذہبی شعائر کو وسیع پیمانے پر پھیلانے کے لئے دینی مدارس اور مذہبی مقدس مقامات کو تحفظ فراہم کرنے کے لئے شیعہ بادشاہوں سے تعاون لیا۔

چنانچہ اس تعاون کے بل بوتے پر مختلف شہروں میں بادشاہوں اور ان کے فرمانبردار افراد کے ہاتھوں شیعوں پر ہونے والے مظالم کا راستہ رُکا۔ اسی طرح شیعہ فقہاء ان حکمرانوں کے تعاون سے اپنی بساط کے مطابق امامیہ فقہ کے اقتصادی اور عدالتی احکام کو جاری کرنے میں سرفراز ہوئے۔ وہ صفویوں کو اپنے اصل ہدف یعنی تصوف سے دور کرکے انہیں شریعت کے ہدایت کے راستے پر گامزن کرنے میں بھی کامیاب ہوئے۔

چنانچہ پہلی بار شیعہ امامیہ فقہاء کی جانب سے شیعہ بادشاہوں کی نیابت کے تفکر کو عملی جامہ پہنایا گیا۔ اس سلسلے میں صفوی بادشاہ طہماسب کے محقق کرکی کے نام لکھے گئے خطوط، تاریخ تشیع میں بے سابقہ ہیں جن میں سے ایک خط میں طہماسب نے کھل کر اس بات کا اظہار کردیا کہ محقق کرکی امام عصرؑ کا نائب ہے۔ اس کا حکم پوری مملکت میں اپنا فرمان ہے جس سے سرپیچی کرنے پر کڑی سزا دی جائے گی۔ [17]

اس تیسرے دور میں فقہاء نے سیاسی حکمرانوں کی پشت پناہی کرکے شیعوں کو تقیہ کے چنگل سے نکالا، مکتب تشیع کو تقویت فراہم کی اور اس مکتب کے پیروکاروں کو عثمانی بادشاہوں اور بیرونی حکومتوں کے مظالم سے محفوظ رکھا۔ اِس دَور میں شیعہ فقہاء اپنے اہداف میں کس حد تک کامیاب ہوئے، یہ تو ایک ایسا موضوع ہے کہ جو الگ سے قابل تامل و تحقیق ہے؛ لیکن یہ طے ہے کہ انہوں نے مذہب امامیہ کی خدمت اور اس کے پیروکاروں کو محرومیت اور مظلومیت سے نجات دلانے کے لئے سیاست کے میدان میں قدم رکھا اور بادشاہوں کے ساتھ تعاون کیا۔

یہاں یہ نکتہ قابل توجہ ہے کہ اس زمانے کے بادشاہوں کے ساتھ امامیہ فقہاء کے تعاون کی راہ میں بذاتِ خود بعض مشہور شیعہ فقہاء ہی مانع تھے؛ جیسے شیخ ابراھیم قطیفی [18] اور مقدس اردبیلی، صدرالمتالہین شیرازی، شیخ حسن عاملی۔ [19] کیونکہ اُن کی نظر میں بادشاہوں کے ساتھ تعاون، دنیاپرستی کا مصداق تھا۔ وہ سمجھتے تھے کہ صفوی بادشاہ، محض اپنی حکومت کو دوام بخشنے کے لئے شیعہ فقہاء کو مقام و منزلت دے رہے تھے۔ انہوں نے شیعہ مذہب کو بھی محض اس لیے سرکاری مذہب قرار دیا تھا کیونکہ وہ دیکھ رہے تھے کہ تصوف کی تعلیمات میں سماجی امور کو نظم دینے اور حکومتوں کو استحکام بخشنے کا کوئی دم خم نہیں ہے اور اُن کا سارا زور چند عبادی رسوم پر ہے تو انہوں نے شیعہ مذہب کو اپنی حکومت کی بقاء کا وسیلہ قرار دیا۔ کیونکہ اس مکتب کے نظریات اور تعلیمات میں سیاسی، اقتصادی اور عدالتی سسٹم کو بہترین انداز میں چلانے کے لئے اصول واحکام پائے جاتے تھے۔

بہرصورت، شیعہ بادشاہوں کے ساتھ تعاون کرنے کے دور میں مواعظ اور نصائح پر مبنی خطوط اور سیاست ناموں کے علاوہ، روزمرہ پیش آنے والے مسائل کے بارے میں، نیز فقہاء کے درمیان پائے جانے والے اختلافی مسائل

کے بارے میں رسالے لکھے گئے۔اس کے علاوہ اس دور میں سیاسی فقہ میں ایسی مباحث شامل ہوئیں جو بے سابقہ تھیں۔ مثلاائمہ معصومین علیہم السلام کی طرف سے فقہاء کی نیابت کامسئلہ۔ جیساکہ فقہاء کوامام معصوم کانائب شمار کرنے والی روایات کی بناء پر صفوی بادشاہ کی طرف سے محقق کرکی کو نائب امام قرار دیا گیااور اُن کے حکم پر عمل کرنے کولازمی قرار دیا گیا۔ اسی طرح بادشاہوں کوامور میں تصرف کرنے اوراسلامی سرزمینوں کادفاع کے لئے لشکر کافرمانروابننے کی اجازت دینا،[20] شیعہ فقہاء کے ذریعے قضاوت وحدود کااجراء،اقامہ نماز جمعہ،اور شیخ الاسلام جیسے منصب کی بخشیں بھی اسی دَور میں شیعہ سیاسی فقہ میں شامل ہوئیں۔[21]

اس دور میں معرض وجود میں آنے والے آثار کے کچھ نمونے یہ ہیں: عصر صفوی میں رسائل خرجیہ ،رسالہ قاطعۃ اللجاج فی حلّ الخراج/ محقق کرکی ؛ رسالہ خراج/ فاضل قطیفی؛رسالہ خراج/ شیخ شیبانی؛رسالہ خراج/ مقدس اردبیلی اور عصر صفوی میں نماز جمعہ کے متعلق لکھے گئے رسالے۔تاریخ اسلام میں شیعوں کو جن عبادتوں کو برپا کرنے میں مشکلات کاسامنا رہاہے ان میں سے ایک نماز جمعہ ہے جو فرادا نہیں پڑھی جاسکتی ہے بلکہ کسی امام جماعت کی اقتداء میں جماعت کے ساتھ ادا کرنالازم ہے۔ظالم حکمرانوں کی اقتداء میں نماز ادا کرنا اگرچہ تقیہ کی حالت میں جائز ہے لیکن وہ وہ شیعوں کی مطلوبہ نماز نہیں۔ یہی وجہ ہے شیعی صفوی حکومت بنتے ہی اقامہ نماز جمعہ اور عادل فقہاء کی اقتداء جیسے موضوعات اہمیت پاگئے اور یہ دیرینہ نظری مسئلہ یعنی عصر غیبت میں نماز جمعہ کا وجوب عینی ہے یاتخییری، دوبارہ زندہ ہوا۔

ایک رپورٹ کے مطابق دسویں صدی ہجری کے شروع سے لے کر ابھی تک نماز جمعہ کے بارے میں تقریبا 160 رسالے اور مستقل کتابیں لکھی جاچکی ہیں جو ایران میں صفوی شیعہ حکومت تشکیل پانے کے بعد اقامہ نماز جمعہ کو اہمیت دینے کی علامت ہے۔[22] اخباری فقہاء نماز جمعہ کو حکومت سے غیر مربوط سمجھتے تھے۔ اس کے باوجود فقہاء کی اکثریت نماز جمعہ کو حکومتی امور میں سے قرار دیاہے۔ درحالیکہ محقق کرکی نے نماز جمعہ حکومتی مناصب میں سے ہونے کواجماعی سمجھاہے۔اس روسے صفوی حکومت بنتے ہی اقامہ نماز جمعہ کے لئے اقدام کیا۔ اس دور میں صفوی بادشاہوں کے ساتھ تعاون کے باوجود علماء کافکری استقلال اس حدتک تھا کہ حکومت کے ساتھ اچھے روابط رکھنے والے، بلکہ شیخ الاسلام کے منصب پانے والے کچھ علماء اقامہ نماز جمعہ کو نہ فقط واجب عینی نہیں سمجھتے تھے، بلکہ اس سے بالاتر اسے حرام سمجھتے تھے۔

4) بادشاہ کی قدرت کی محدودیت اور اُس پر نظارت کادَور

اس دَور کاآغاز ایران میں مشروطہ تحریک سے ہوا۔اس دَور میں امامیہ سیاسی فقہ کے موضوع پر فراوان قیمتی

کتابیں لکھی گئیں۔ اس دَور میں جدید سیاسی مسائل فقہاء کی توجہ کا مرکز قرار پائے۔ اس دور میں قانون سازی، قومی اسمبلی، منتخب نمائندوں کی طرف سے حکومت پر نظارت، بادشاہوں کی قدرت مطلقہ کو محدود کرنا، انتخابات، اکثریت کی رائے، مساوات، آزادی اور ان جیسے دیگر سیاسی مسائل اور مفاہیم پر گفتگو ہوتی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ اس دور میں ماڈرن دنیا کے مفاہیم شیعہ سیاسی فقہ میں داخل ہوئے اور پہلی بار اس موضوع پر شیعہ فقہاء نے اجتہاد کیا اور باوجود اِس کے کہ مسلمانوں کی سیاسی تاریخ میں ایسے موضّعات و مفاہیم پہلے سے موجود تھے لیکن اس دور میں ان موضوعات و مفاہیم کو نئے معانی عطا ہوئے۔

اس دور میں فقہاء کے آپس کے اختلافات کے عوامل میں سے ایک اہم سبب سیاست کے میدان میں جدید موضوعات کا داخل ہوجانا ہے۔ بعض موضوعات کی عدمِ شفافیت، بعض موضوعات کے بارے میں دقیق اور صحیح شناخت کا فقدان، نیز جدید سیاسی موضوعات کی تعریفات میں اختلافِ نظر کی وجہ سے ہر فقیہ نے دوسرے فقیہ سے مختلف حکم صادر کیا۔ مثلا، ایک فقیہ مشروطہ تحریک کو بیرونی استعمار اور داخلی استبداد سے مملکت کی نجات کا باعث سمجھتا تھا، جبکہ دوسرے کی نظر میں یہ تحریک معاشرتی اخلاق اور دیانت کی نابودی کا باعث تھی۔

ایک کی نظر میں آزادی و مساوات کا شمار مشروطہ تحریک کے مقومات میں ہوتا تھا جو لوگوں کے حقوق ضائع ہونے کی راہ میں مانع بنتے ہیں اور دوسرے کی نظر میں آزادی و مساوات کا مطلب، شریعت محمدی کی پائمالی اور خدا کی بندگی و عبودیت سے رہائی تھا۔ ایک فقیہ قانون گزاری کو متکبر و استبدادی صفت کے حامل افراد کے سامنے بند باندھنے کا مترادف سمجھتا تھا، جبکہ دوسرے کی نظر میں یہ شریعت کے مقابلے میں ایک بدعت تھی۔ ایک کی نظر میں قانون اساسی کی تدوین اور قومی اسمبلی کی تشکیل حکومتی عہدیداروں پر نظارت اور کنٹرول کا عامل شمار ہوتی تھی جبکہ دوسرا ان چیزوں کو دین اور احکام شرع سے لوگوں کو دور کرنے کا باعث اور عصر غیبت میں فقہاء کے دائرہ اختیارات میں آنے والے امور میں نااہل افراد کی مداخلت سمجھتا تھا۔

اس دور میں شیعہ فقہاء و علماء کے ہاتھوں لکھے گئے رسالوں کے چند نمونے یہ ہیں:

1. سلطنت مشروطہ، جمعی از نویسندگان، رسائل مشروطیت بہ کوشش غلام حسین زرگری نژاد، تہران: انتشارات کویر، ۱۳۷۷۔
2. تنبیه الامة وتنزیه الملة، شیخ محمد حسین نائنی (م1355ق)
3. حرمت مشروطہ، شیخ فضل اللہ نوری (1327ق)
4. تذکرة الغافل، شیخ فضل اللہ نوری یا شیخ عبد النبی نوری یا سید احمد طباطبائی یزدی

5. **اللئالی المربوطه فی اثبات المشروطة،** شیخ اسماعیل محلاتی
6. **کشف المراد من المشروطه والاستبداد،** محمد حسین بن علی اکبر تبریزی
7. **دلائل براہین الفرقان فی بطلان قوانین النواسخ محکمات القرآن،** شیخ ابوالحسن نجفی مرندی۔

عالم اسلام کی آزادی اور دفاع میں اٹھائے گئے اقدامات

امامیہ سیاسی فقہ کے جس دَور پر ہم بحث کر رہے ہیں، اُس دَور میں مسلمانان جہان کو بیدار کرنے اور انہیں استعمار واستبداد کی قدرت کے تسلط سے نجات دلانے کے لئے بھرپور کوششیں کی گئیں۔ اس حوالے سے سید جمال الدین اسد آبادی جیسے اصلاح پسند افراد کی جانب سے شائع ہونے والے آثار کی طرف اشارہ کیا جاسکتا۔ ہے اگرچہ جمال الدین کو اصطلاحی معنی میں فقیہ شمار نہیں کیا جاسکتا، لیکن استبداد واستعمار کے مقابلے میں مسلمانوں کی شان و شوکت کے احیاء کے سلسلے میں انہوں نے ایک دینی عالم کی حیثیت سے جو علمی و عملی نمایاں کارنامے انجام دیے، اسے شیعہ سیاسی فقہ اور تفکر تاریخ سیاسی میں نادیدہ قرار نہیں دیا جاسکتا۔

سید جمال الدین اسد آبادی کی روشن خیالی کی تاریخ، تنباکو تحریک سے پہلے کی ہے۔ جناب سید جمال الدین اسد آبادی نے استعمار کے خلاف مقابلہ کرنے کے علاوہ ناصر الدین شاہ کے دور میں قاجاری استبداد کی بھی مخالفت کی۔ وہ اس بات سے آگاہ تھے کہ مراجع وعلماء کی باتوں کو عوام الناس سنجیدگی سے سنتے اور ان پر عمل کرتے ہیں لہٰذا انہوں نے متعدد خطوط کے ذریعے علماء ومراجع کو ایران پر حاکم استبداد کے خلاف مقابلہ کرنے کی تشویق دلائی۔[23]

سید جمال الدین اسد آبادی کے بعد بھی مختلف زمانوں اور تاریخ کے مختلف ادوار میں اجتماعی وسیاسی مسائل کے حوالے سے علماء خاموش نہیں رہے، بلکہ وہ ہر موقع پر احکام شریعت اور مذہب کی مرکزیت کا دفاع کرنے کے لئے پوری جرات سے میدان میں حاضر رہے جس کے نتیجے میں بہت سے علمی آثار تخلیق ہوئے۔ مرحوم کاشف الغطاء سیاست کے میدان میں پوری سنجیدگی سے کام کرنے والے فقہاء میں سے تھے۔ انہوں نے ایک جگہ علماء کی سیاست میں مداخلت کی مخالفت کرنے والوں کے مقابلے میں یوں اظہار خیال کیا:

> " اگر سیاست کے معنی خیر خواہی، خدمت، راہنمائی، خیانت وفساد کا راستہ روکنا، حکمرانوں کو نصیحت کرنا، انہیں استعمار کی غلامی میں مبتلا ہونے سے بچانا اور اقوام وملل عالم کو ہر طرح کی غلامی سے آزاد کرانا ہے تو یقینا ہم اپنا سر تن سے جدا ہونے تک سیاست میں غرق ہیں اور رہیں گے اور ہم اسے واجب سمجھتے ہیں اور میں خدا اور اپنے وجدان کے حضور خود کو اس چیز کا ذمہ دار سمجھتا ہوں۔ کیونکہ

سیاست میں مداخلت کرنا، میرے اور میرے آباء واجداد کے فرائض میں شمار ہوتا ہے۔ ہمارے آباء واجداد تین صدی پہلے نہ تنہا عراق میں بلکہ پورے جہان اسلام میں دینی پیشوا تھے۔

لیکن اگر سیاست کا مطلب حکومت حاصل کرنے کے لئے برادر کشی، فتنہ انگیزی اور مظاہرات ہے تاکہ نرم وملائم کرسیوں پر تکیہ لگا کر بیٹھیں؛ نیز سیاست سے مراد دیگر ملتوں کے ساتھ وحشیانہ برتاو کرتے ہوئے شخصی منافع کے حصول کے لئے اپنی قدرت ونفوذ سے سوء استفادہ کرنا ہے، اپنی مملکت وملت پر تسلط حاصل کرنے کی خاطر اغیار کے لئے جاسوسی ودلالی کرنا ہے خواہ اس راہ میں دوسروں کا خون ہی کیوں نہ بہانہ پڑے تو میں ایسی سیاست سے خدائے علیم وبصیر سے پناہ مانگتا ہوں۔"[24]

یہ جملے دین اور سیاست کی وابستگی کے بارے میں دینی علماء کے طرزِ تفکر اور سیاسی میدان میں ان کی موجودگی کی علت کو نمایاں کر رہے ہیں۔ مرحوم کاشف الغطاء کی نظر میں سیاست اور حکومت کا فلسفہ عدالت کی برقراری ہے[25] اور سلجھے ہوئے، نیک کردار افراد کی حکومت، اسلامی حکومت ہے۔ اسی لئے سارے انسانوں کو خواہ وہ جس سماجی مقام ومنصب پر ہوں، غرض سب کا عادل ہونا ناگزیر ہے۔

مشروطہ تحریک کے بعد بھی کئی سیاسی اور اجتماعی مسائل پر علمائے دین کی توجہ رہی، وہ سستی کا مظاہرہ کئے بغیر ہر موقعہ پر اپنے وجود کا اظہار کرتے رہے، میدان میں موجود رہے اور اپنے قلم وقدم سے حریم اسلام و مسلمین کا بھرپور دفاع کیا۔ جیسا کہ عراق میں جب عراق کے استقلال کے بہانے، فیصل کو مسلط کرنے کے لئے انتخاب کا شوشہ چھوڑا گیا تو علماء نے ان انتخابات کی حرمت پر مشتمل اپنا بیانیہ صادر کرکے اسے روکنے کی کوشش کی۔ جس کی وجہ سے نجف کے بہت بڑے جید علماء کرام جیسے شیخ مہدی خالصی، شیخ محمد حسین نائنی اور سید ابوالحسن اصفہانی وغیرہ کو ملک بدر کرکے ایران بھیجا گیا۔ نجف کے علماء جیسے سید محمد کاظم طباطبائی یزدی، سید محمد تقی شیرازی، شیخ الشریعہ اصفہانی، شیخ محمد حسین نائینی اور شیخ محمد حسین کاشف الغطاء غیرہ نے اسلامی ممالک، خاص طور پر عراق میں استعمار گروں کے بڑھتے ہوئے ثقافتی، سیاسی اور اقتصادی اثر ورسوخ کو روکنے کے لئے کئی بار احکام صادر فرمائے اور بیانیے جاری کیے۔

ان علماء، مخصوصا مرحوم کاشف الغطاء کی جہان اسلام کے بنیادی مسائل میں بھرپور مداخلت کے چند نمونے یہ ہیں کہ انہوں نے مسلمانوں کا استثمار واستعمار کا راستہ روکنے، امت اسلامی میں وحدت ایجاد کرنے اور فلسطین اور اسلامی سرزمینوں کو آزاد کرانے کے لئے راہ حل بیان کیے۔ [26] اس حوالے سے لکھے گئے مقالات، کتابیں اور علماء کے فراوان خطوط اور بیانیے، تاریخ کی اسناد کا مہم حصہ شمار ہوتے ہیں۔ اسی طرح ایران میں رضا شاہ پہلوی کے ذریعے بے پردگی کی جو مہم چلی اسے ناکام بنانے کے لئے علماء نے پردے کا بھرپور دفاع کیا۔ نیز امر بالمعروف ونہی از منکر،

جمہوریت اور اسلام کی نسبت اور ظلم کے خلاف قیام کرنا وغیرہ، وہ موضوعات ہیں جو ان مقالات، بیانیوں، اطلاعات اور رسالوں میں موضوع بحث قرار پا چکے ہیں۔

یہاں قابل توجہ بات یہ ہے کہ ان میں سے بعض آثار ان شبہات کے جوابات پر مشتمل ہیں جنہیں کچھ لکھاری معرض وجود میں لے آئے تھے۔ بعض نے حکومت اسلامی کے بارے میں دینی نقطہ نظر جیسے موضوعات پر مستقل روشنی ڈالی ہے۔ اسلامی حکومت کے موضوع پر بحث، ایک ایسا انقلاب تھا جس کا آغاز سنہ 1341 میں رہبر فقید انقلاب اسلامی ایران، حضرت امام خمینی کی رہنمائی میں ہوا اور آپ کی تحریک نے پہلوی استبداد کے خاتمے کی نوید سنائی۔ پہلوی دور کے مخصوص آثار کے نمونے یہ ہیں: رسالہ وجوب حجابیہ، محمد صادق ارومی فخر الاسلام؛سدول الجلباب فی وجوب الحجاب، آیت اللہ بلادی بوشہری؛ رسالہ ردّ کشف حجاب، سید اسداللہ خرقانی؛ فلسفہ حجاب، ابوعبداللہ زنجانی؛ لبّ اللباب فی فلسفۃ الحجاب، علی اکبر رضوی برقعی قمی؛ تاکید حجاب نسوان بہ حکم آیات قرآن، محمد علی مدرس طہرانی۔

حوزہ علمیہ اور مرکز تشیع سے روزانہ کی بنیاد پر سیاسی مسائل اور شبہات کے جوابات پر مبنی لٹریچر اور اخبارات کی اشاعت کی ذمہ داری چند دیندار لکھاریوں اور بعض علماء نے اپنے دوش پر لی اور باقاعدگی سے اس پر کام ہوا اور اس پر فقط ایران میں نہیں، بلکہ حوزہ علمیہ عراق و نجف میں بھی کام ہوا اور وہاں سے مجلۃ العرفان، النجف، آئین اسلام، مکتب اسلام اور مکتب تشیع جیسے مختلف قسم کے مجلے اور لٹریچر شائع ہوتے رہے۔

5) ولایت فقیہ کی حکمرانی کا دَور

شیعہ امامیہ سیاسی فقہ کا پانچواں دَور، درحقیقت، ایران میں ولی فقیہ کی حکمرانی کا دَور ہے۔ دراصل، 1342 ہجری خورشیدی میں مراجع عظام مخصوصا حضرت امام خمینی کی قیادت ورہبری میں آنے والے اسلامی انقلاب نے شیعہ امامیہ فقہ کو جدید سیاسی، سماجی مسائل سے آشنا کر دیا۔ منجملہ یہ کہ آیا جان ومال کی حفاظت کے لئے تقیہ کرنا ہر حالت میں واجب ہے؟ کیا قدرت مندوں کو برائیوں کے ارتکاب سے روکنا اور نیکیوں کا امر مخصوص شرائط سے ساتھ مشروط ہے؟ کیا دین کی بنیاد کو کھوکھلا کرنے والی بدعتوں سے مقابلہ کرنا تب واجب ہے جب امر بالمعروف و نہی از منکر کی شرائط موجود ہوں؟

آیا بدعتوں کے ساتھ مقابلہ اور مبارزہ کرنے کے لئے " احتمال تاثیر" شرط ہے؟ کیا اس حوالے سے دینی علماء کا فریضہ مضاعف ہے؟ کیا ظالم حکومت کا مقابلہ کرنا واجب ہے؟ اگر انسان کی جان یا مال خطرے میں ہو تو کیا پھر بھی ظالم حکومت سے مبارزہ کرنا واجب ہے؟ کیا عصر غیبت میں اسلامی حکومت کی تشکیل کے لئے تگ و دَو

ضروری ہے؟ عصر غیبت میں اسلامی حکومت کی تاسیس، فقط علماء کا فریضہ ہے یا یہ ایک عمومی فریضہ ہے ؟اسی طرح پہلوی رژیم کے دور سے مربوط دیگر دسیوں سوالات۔[27]

رضاشاہ پہلوی کی ناجائز حکومت کا تختہ الٹ کر انقلاب اسلامی جب کامیابی سے ہمکنار ہوا تو اسلامی جمہوریہ ایران کے سیاسی جدید نظام کی بنیاد مجلس [اسمبلی] سے تصویب شدہ قانون اساسی پر رکھی گئی۔ سنہ 1358 ہجری شمسی میں شیعہ فقہاء حکومت اور سیاسی قدرت کے میدان میں داخل ہوئے۔ چنانچہ انہوں نے زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی اور ولایت فقیہ کو محور بنا کر عصر غیبت میں مطلوبہ حکومت کی بنیاد ڈالی۔

اس دور میں حکومت کی شکل و صورت سے مربوط مسائل، اسلامیت اور جمہوریت، قانون گزاری، ولایت فقیہ اور اس کے اختیارات، ولایت فقیہ کا لوگوں سے رابطہ، ولایت فقیہ کے انتخاب کی کیفیت، قوائے مقنّنہ، مجریہ اور قضائیہ کے ساتھ ولایت فقیہ کی نسبت، ولایت فقیہ پر مبنی سیاسی نظام میں سیاسی پارٹیاں، سرکاری قوا کی تفکیک اور اُن کی ولایت فقیہ سے نسبت، قانون گزاری میں عرف کا کردار، شورائے نگہبان کے ذریعے مجلس کے مصوبات کی تحقیقات میں معیار فتوا ہونا، اسلام میں مالکیت کی حدود اور وسعت، اسلامی حکومت کے اختیارات اور اُن کی عوام کے حقوق کے ساتھ نسبت، یہ وہ سیاسی، فقہی مسائل تھے جو شیعہ امامیہ سیاسی فقہ میں داخل ہوئے۔

اسی طرح قانون گزاری میں مصلحت کا کردار، بیرونی تجارت اور اس کے حدود قیود، صادرات اور برآمدات اسلامی، حکومت کے خارجہ تعلقات، مدنی آزادیوں کی حدود، اسلامی نظام میں دینی اقلیتوں کے حقوق، اسلامی معاشرے میں عورتوں کے حقوق، لوگوں کی ذاتی حریم اور اسلامی حکومت کے اختیارات سے اُس کی نسبت، عصر غیبت میں حدود کا اجراء، عادل فقہاء کی ولایت اور حکومت میں وحدت رہبری سے اس کی نسبت، عادل فقیہ کی ولایت کی جغرافیائی حدود کی تعیین وغیرہ جیسے سیاست اور حکومت سے مربوط ہزاروں مسائل و موضوعات بھی اسی دَور میں شیعہ امامیہ سیاسی فقہ میں داخل ہوئے۔

اِس دَور میں سماج، سیاست، ثقافت، اقتصاد، میڈیا اور سوشل میڈیا اور دیگر ارتباطات سے مربوط جدید مباحث حوزہ علمیہ کے تخصصی دروس میں داخل ہوئے۔ اور یوں شیعہ سیاسی فقہ اپنی زندگی کے جدید مرحلے میں داخل ہوئی۔ شیعہ سیاسی فقہ کے اِس دَور میں مذکورہ بالا موضوعات پر ہزاروں کتابیں اور مقالہ جات لکھے جاچکے ہیں۔

ان آثار کے چند نمونے درج ذیل ہیں:

1. آئندہ انقلاب اسلامی ایران، شہید مرتضی مطہری
2. حکومت جمہوری اسلامی، علی مشکینی
3. حکومت اسلامی، ناصر مکارم شیرازی

4. حکومت اسلامی، سید محمد روحانی
5. حکومت اسلامی در چشم انداز ما، شیخ جعفر سبحانی
6. آئین نامہ جمہوری اسلامی، سید محمد شیرازی، ترجمہ ذکراللہ احمدی
7. دراسات فی ولایت الفقیہ وفقہ الدولۃ الاسلامیہ، حسین علی منتظری
8. الحاکمۃ فی الاسلام، محمد مھدوی موسوی خلخالی۔[28]

نتیجہ

اس تحقیق میں امامیہ سیاسی فقہ کی تاریخ اور مختلف اَدوار کا جائزہ لیا گیا ہے۔ یہاں مجموعی طور پر امامیہ سیاسی فقہ کے پانچ اَدوار کا ذکر ہوا ہے۔ اس تحقیق میں یہ بات ثابت کی گئی ہے کہ شیعہ سیاسی فقہ کا آغاز عصرِ پیغمبر اکرم ﷺ سے ہوا ہے۔ آنحضرت ﷺ اور مولای متقیان حضرت علی علیہ السلام کے عصرِ حکومت کے آثار شیعہ سیاسی فقہ کا ایک اہم حصہ شمار ہوتے ہیں۔ نیز شیعہ حکمرانوں کے ساتھ شیعہ فقہاء کے باہمی تعاون کی فضا میں شیعہ سیاسی فقہ میں خاطر خواہ پیشرفت ہوئی۔ نیز ایران میں مشروطہ تحریک کے دوران اور انقلاب اسلامی ایران کی کامیابی کے بعد جدید سیاسی مسائل شیعہ فقہاء کی توجہ کا مرکز قرار پائے اور یوں شیعہ سیاسی فقہ نے بہت بڑا تکامل پایا۔

*****

References

1. Ibn Asir, *Al-Nahiyah fi Gharib al-Hadith*, Vol. 2, (Beirut, Makta al-Maarif, 1966), 421.

ابن اثیر، *النہایہ فی غریب الحدیث*، ج 2، (بیروت، مکتبۃ المعارف، 1966)، 421۔

2. Ibn Faris, *Mujam Muqais al-Gha*, Vol.4 (Beirut, Daralfiker,1399 SH), 424.

احمد ابن فارس، *معجم مقائیس اللغۃ*، ج4 (بیروت: دار الفکر،1399ھ،ق)،424۔

3. Mehmood bn Umar, Zamakhshri, *Al-Faiq fi Gharib Hadith*, (Cairo, Dar Ihya Kitub al-Arabiyyah, 1364 SH), np.

محمود بن عمر، زمخشری، *الفائق فی غریب الحدیث*، (قاہرہ، دار احیاء الکتب العربیہ ،1364ق)، صفحہ ندارد۔

4. Hussain bn Muhammad, Raghib Isfahani, *Muferdad Al-faaz Al-Qur'an*, (Tehran, Dar-ul-Ilam-Al-Dar al-Shamiya, 1412 AH), 384.

حسین بن محمد، راغب اصفہانی، *مفردات الفاظ القرآن*، (تہران، دار العلم-الدار الشامیۃ، 1412ھ-ق)،384 ۔

5. Muhammad bn Makram al-Afriqi, Ibn Manzoor, *Lisaan al-Arab,* Vol. 13 (Qom, Nashaar Adab al-Hawzah, 1405 AH), 522; Raghib Isfahani, *Muferdad Al-faaz Al-Qur'an*, 384; Mustafawi, *Tahaqiq fi Kalamat al-Qur'an*, Vol. 9, (Tehran Wazarat Frang wa Irshad Islami, 1405 AH), 124.
محمد بن مکرم الافریقی، ابن منظور، *لسان العرب*، ج 13 (قم: نشر ادب الحوزه، 1405ق) ، 522؛ راغب اصفہانی، *مفردات الفاظ القرآن*384؛ مصطفوی، *التحقیق فی کلمات القرآن* ، ج9 (تہران، وزارت فرہنگ و ارشاد اسلامی، 1369ھ،ش)، 124۔
6. Hussain bn Muhammad, Raghab Esfahani, *Muferdad Al-faaz Al-Qur'an*, (Tehran, Dar-ul-Al-Dar al-Shamiya, 1412 AH), 384.
حسین بن محمد، راغب اصفہانی،*مفردات الفاظ القرآن*، 384۔
7. Ibn Asir, *Al-Nahiyah fi Gharib al-Quran*, Vol. 3, 465.
ابن اثیر،*النھایۃ فی غریب القرآن*، ج3، 465۔
8. Ali Mishkini, *Mastahaat al-Fiqah*, (Qom, Mossah Darul Hadith, 1392 SH), 180.
علی مشکینی، *مصطلحات الفقہ*، (قم، موسسہ دار الحدیث، 1392ھ،ش)، 180۔
9. Imam Khomeini, *Al-Ijtihad wa Taqleed*, (nc., Nisher Asaar Imam Khomeini, 1381 SH), 13.
امام خمینیؒ،*الاجتہاد والتقلید*، (شہر ندارد، نشر آثار امام خمینی، 1381)، 13۔
10. Ibn Asir, *Al-Nahiyah fi Gharib al-Quran*, Vol. 3, 465.
ابن اثیر ،*النھایۃ فی غریب القرآن* ، ج 3، 465۔
11. Syed Jawad Warai, *Darsanaba Fiqh Saiyasiya*, (Mashhad, Pasro Hashai Islami Astan Quds Rizvi, 1397 SH), 7.
سید جواد ورعی،*درسنامہ فقہ سیاسی*، (مشہد، بنیاد پژوہشہای اسلامی آستان قدس رضوی، 1397)،7۔
12. Abbas Ali, Umid Zanjani, *Fiqh al-Sayasiya*, Vol. 1 (Tehran, Amir Kabir, 1377 SH), 76.
عباسعلی، عمید زنجانی، *فقہ سیاسی*،ج 1(تہران، امیر کبیر ،1377)،76۔
13. Syed Jawad Warai, *Darsanaba Fiqh Saiyasiya*, 7.
سید جواد ورعی،*درسنامہ فقہ سیاسی*، 7۔
14. Mahmood Shahabi, Tarikh Fiqh wa Fiqhah, (Tehran, Wazarat Farng wa arshad Islami, 1387 SH), 133.
محمود شہابی، *تاریخ فقہ وفقہاء*،(تہران، وزارت فرہنگ و ارشاد اسلامی ،1387ش)،133۔
15. Dr. Khosrowi, Bagheri, Nagai Dobara ba Tarbiyat Islami, Vol. 1, (Tehran, Burhan School Cultural Institute, 1389 SH), 53.
ڈاکٹر خسرو، باقری، *نگاہی دوبارہ بہ تربیت اسلامی*، ج ا، (تہران، موسسہ فرہنگی مدرسہ برہان، 1389ہ.ش)، 53

16. Effendi Isfahani, Mirza Abd Allah, Guzarshi az Kitab Feroza Shujaiyya, ba jehd Sida Sunnah Sultan Hussainia, ba Koshish Rasul Jafarian (Iran, np, 1378 SH/ 1420 AH), 30, 38.

افندی اصفہانی، میرزا عبداللہ،**گزارشی ازکتاب فیروزہ شجاعیہ، بہ جہت سدہ سنیہ سلطان حسینیہ،** بہ کوشش رسول جعفریان(ایران، ناشر ندارد،1378ھ، بمطابق1420ھ،ق)،30,38۔

17. Sheikh Muhammad, Hassoun, *Hayat al-Haqiq al-Kirki*, Vol. 1, (Tehran, np., nd.), 455-456.

شیخ محمد، حسون،حیات المحقق الکرکی،ج1،(تہران، شہر ندارد، ناشر ندارد، سن ندارد)، 455۔456۔

18. Rasul Jafarian, *Deen wa Siasat dar Dora Safavi*, (Qum, Ansarian, 1370 SH), 141-133.

رسول جعفریان، دین وسیاست در دورہ صفوی، (قم، انصاریان، 1370)،141-133

19. Rajabi, Muhammad Hussain (Dawani), *Arah Fiqahan Aser Safavi Darbara Tahmil ba Hukumat ha*, Majala Tarikh w Tamdan Islami, Serial Issue 9, (Pygah Majalaat Tehzesi Noor, Bahar wa Tabastan 1388 SH), 59-68.

رجبی، محمد حسین (دوانی)،آراء فقیہان عصر صفوی در بارہ تعامل باحکومت ھا، مجلّہ تاریخ و تمدن اسلامی،مسلسل شمارہ 9، (پایگاہ مجلات تخصصی نور، بہار وتابستان 1388ھ، ش)، 59-68۔

20. Jami az Nawastgan doazdah Risalah Faiqai, Darbara Nmaz Juma dar Aser Safavi, ba koshish Rasul Jafarian (Qom, Antarhat Ansariyan, 1381 SH), np.

جمعی از نویسندگان دوازدہ رسالہ فقہی، دربارہ نماز جمعہ در عصر صفوی، بہ کوشش رسول جعفریان،(قم انتشارات انصاریان،1381ھ، ش)، ندارد۔

21. Syed Jawad, Warai, *Darsnameh Fiqh al-Saisiyyah*, (Qum, Antarhat Subhan, 1396 SH), 35.

سید جواد، ورعی، درسنامہ فقہ سیاسی، (قم،انتشارات سبحان،1396ھ)،35۔

22. Rasool Jafarian, Doarda Risalah Fiqhi darbara Namaz –e-Jumah azrozgar Safavi, (Qum, Ansarian 1381 SH), 15-16.

رسول جعفریان،دوازدہ رسالہ فقہی در بارہ نماز جمعہ از روزگار صفوی، (قم، انصاریان 1381)، 15۔16

23. Syed Jamal al-Din Hussaini, *Majmoah Asaar*, Namah Hawasnaad Siyasi Tarikhi, bakoshish Syed Hadi Khusrupanah, Tehran: Kalba Shuroq, Vol. 40, (Qom, Barsiahi Islami 1379 SH), 187.

سید جمال الدین حسینی، اسد آبادی، مجموعہ آثار، نامہ ہا واسناد سیاسی - تاریخی، بہ کوشش سید ہادی خسروپناہ، ج40، (تہران: کلبہ شروق؛ قم، مرکز بررسیہای اسلامی، 1379)، 187۔

24. Kashif al-Ghata, *Namona Ahi Ikhlaqi dar Islam*, Najaf., np., nd.), 64.

کاشف الغطاء،الدین والاسلام ، (نجف، ناشر ندارد، سن ندارد)، 64۔

25. Muhammad Hussain Kashif al-Ghita, Al-Din wa Islam Ahodawahat IlIlamiat, Vol. 1, (Tehran, Majma Jahani Ahl al-Bayt (peace be upon him), 1432 AH), 107-108.

محمد حسین کاشف الغطاء،الدین و الاسلام او الدعوۃ الاسلامیۃ،ج1، (تہران، مجمع جہانی اہل بیت(علیہم السلام)، 1432ھ۔ ق)، 107۔108۔

26. Kashif al-Ghata, *Jinnah al-Mawi*, (nc., Dalil Ma, 1429 AH), pp. 14-15.

کاشف الغطاء،جنۃ الماوی،، (شہر ندارد، دلیل ما،1429ھ،ق)،14-15۔

27. Rouhani, Nahzat Imam Khomeini, Vol. 1, (Tehran, Shirkat Sahami Intashaar, nd.), 247-248.

روحانی،نہضت امام خمینیؒ ،ج1، (تہران: شرکت سہامی انتشار، سن ندار)، 247-248۔

28. Warai, *Darsnameh Fiqh al-Saisiyyah*, 47.

ورعی،درسنامہ فقہ سیاسی، 47۔